© rasailojaraid.com

غزل

وادیٔ عشق میں ہم وحشتِ جاں تک پہنچے
چاہنے والے ترے دیکھ کہاں تک پہنچے

صرف اتنی سی ہے رودادِ سفر اے ہمدم
موسمِ گل سے چلے عہدِ خزاں تک پہنچے

رفعتِ علم و ہنر تم کو مبارک ہو مگر
اِک نظر ایسی بھی جو سوزِ نہاں تک پہنچے

اپنی خامی کا فتور اس سے بڑا کیا ہو گا
راحتیں چھوڑ کے ہم آہ و فغاں تک پہنچے

دولتِ دیں کو گنوا کر یہ ترقی کیسی
دیکھئے قوم تنزل میں کہاں تک پہنچے

عہدِ حاضر کا زوال اور بھلا کیا ہو گا
صدق رخصت ہوا اور لوگ گماں تک پہنچے

عظمتِ رفتہ کے رہرو سے کوئی یہ کہہ دے
جس جگہ سلسلہ ٹوٹا تھا وہاں تک پہنچے

فکر انگیز ہے ذلت کی کہانی خالدؔ!!
چھوڑ کر تیغ و سناں عشقِ بتاں تک پہنچے

پروفیسر خالد شبیر احمد

© rasailojaraid.com